OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 01, October –December 2021

مکاتیب شاہ غلام علی دہلوی میں دعوتی و تبلیغی موضوعات (تحقیقی جائزہ)

Invitational and Preaching Topics in Makateeb of Shah Ghulam Ali Dehlavi. (An Overview)

Ayesha Noreen*
M.Phill Scholar, G.C.Women University, Faisalabad

Imrana Shahzadi**
Assistant Professor, G.C.Women University, Faisalabad.

Abstract

One of the most important blessings on the human being of Allah is that the Prophets should be sent out of them for their guidance. This sequence started with Hazrat Adam (A.s) and ended on Hazrat Muhammad (S.A.W). After that, the scholars and sufiys of ummah muhammadi continued to inherit this feast. These high personalities influenced all the sectors and classes of society with their high morals and virtues. These gentlemen ordered justice and fair to the power class and ruling class people. Taught the public to pay for duties. The spiritual training of the people with their good manners, sayings, article, letters, and instructions. Taught them to walk on the straight path by purifying them from mental impurities. One of these great personalities is shah Ghulam Ali Dehlvi.

Keywords: *shah Ghulam Ali Dehlvi, Preaching Topics, Makaateeb.*

مختصر تعارف:

شاہ غلام علی دہلوی سلسلہ نقشبندیہ کے تیرھویں صدی کے صوفی بزرگ کہلائے۔آپ کا نسب مبارک باب العلم سیدنا علی کرم اللہ وجہ سے ملتا ہے۔آپ 1158ھ/1143ء کو بٹالہ (انڈیا صوبہ پنجاب) میں پیدا ہوئے۔آپکے والد محترم شاہ عبدالطیف قادری سلسلہ سے تھے اور شاہ ناصر الدین کے مرید تھے۔

شاہ عبدالطیف شاہ غلام علی کو بھی شاہ ناصر الدین کے دست مبارک پر بیعت کروانا چاہتے تھے لیکن مرضی خداوندی کچھ اور تھی۔ کیونکہ جب آپ بیعت کے لیے دہلی شریف تشریف لائے تو اسی رات شاہ ناصر الدین دار فانی سے کوچ کر گئے۔چار سال تک آپ دہلی

CC BY

شریف میں ہی رہے اور حصول علم میں مصروف رہے۔وہاں کے نامور صوفی حضرات سے علم تفسیر و حدیث حاصل کیا۔آپ قرآن کے حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ تحقیق قرآت پر بھی دسترس رکھتے تھے۔

بائیس سال کی عمر میں (1180ھ)آپ مرزا مظہر جان جاناں سے ملے اور انکے دست مبارک پر بیعت کی۔ پندرہ سال مرشد کی خدمت میں رہے۔زہد و مجاہدہ اور ریاضت کی کٹھن منازل طے کر کے اجازت مطالعہ اور بشارت ضمنیت حاصل کی۔ مرزا مظہر کی شہادت کے بعد انکے جانشین بنے۔انکی ذات اقدس سے نقشبندیہ مجددیہ کا ایسا فیضان جاری ہوا جو جہاں میں ہر سو پھیل گیا۔صفر(1240ھ) کو آپ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

دعوت و تبلیغ:

دعوت عربی زبان کا لفظ ہے جو 'دعو' سے مشتق ہے۔اس کے لغوی معنی پکارنا اور بلانا کے ہیں۔[۱]

اصطلاحی معنوں میں دعوت سے مراد لوگوں کو خاص مقصد کی طرف بلانا ہے۔ اسلام میں بندگان خدا کو اللہ کی طرف بلانا اور رسول ﷺ کی اطاعت واسلامی تعلیمات کی پیروی پر آمادہ کرنا دعوت کہلاتا ہے۔

تبلیغ کا لغوی معنی 'پہنچادینا' ہے اس کا مترادف لفظ 'البلاغ' ہے جس کے دو معنی امام راغب اصفہانی نے المفردات میں بتائے ہیں: پہنچادینا،الکفایہ (کافی ہونا)۔[۲]

شرعی اصطلاح میں تبلیغ سے مراد اللہ کی طرف سے عطا کردہ احکامات و پیغام کو عوام الناس تک پہنچانا ہے۔قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۚ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ[۳]

(اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچادیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچالے گا بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا)۔

دعوت تبلیغ کا موضوع بہت اہمیت کا حامل ہے۔قرآن پاک اور احادیث میں بارہا اس کام کی اہمیت وفضیلت اور اس کو انجام دینے کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[۴]

(تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بُلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور بُرے کاموں سے روکے ،اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔)

انسانی فطرت کو اللہ نے اس قابل بنایا ہے کہ وہ نیکی اور بدی میں تمیز کر سکے۔ نیکی سے رغبت اور بدی سے دوری اختیار کرے۔ اور اللہ تعالیٰ سے رحمت و انعام کا مستحق قرار پائے۔ لیکن جہاں اس میں یہ خوبی ہے وہاں بعض اعتبارات سے اس میں خامیاں و نقص بھی پائے جاتے ہیں۔ رب کائنات نے انسان کو کبھی اس کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا، اس کی ہدایت کے لیے انبیاء اکرام کو بھیجا۔ اور ان کو یہ حکم دیا کے ان کو ہدایت واخلاقیات اور دین کی تبلیغ کریں۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اس بات کا ذکر کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (۵)

(ہم نے انہیں رسول بنایا ہے خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور بڑا با حکمت ہے۔)

یعنی روز محشر کو اللہ کے سامنے عذر پیش کرنے جوگا نہیں ہوگا کہ آپ نے تو ہماری ہدایت کا اہتمام نہیں کیا، ہمیں راہ حق کی طرف بلانے والا کوئی نہیں تھا۔

اللہ رب العزت فرماتا ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (۶)

(اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے پورا واقف ہے۔)

اللہ رب العزت فرماتا ہے:

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (۷)

(ہر امت کے لئے ہم نے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے، جسے وہ بجالانے والے ہیں پس انہیں اس امر میں آپ سے جھگڑا نہ کرنا چاہئیے آپ اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلائیے۔ یقیناً آپ ٹھیک ہدایت پر ہی ہیں۔)

انبیاء اکرام پر اللہ تعالیٰ نے کئی ذمہ داریاں عائد کیں جو سب سے ضروری اور بڑا فریضہ عائد کیا وہ دعوت و تبلیغ کا ہے۔ انبیاء اکرام کے بعد یہ عظیم ذمہ داری امت مسلمہ کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۸)

(مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون) اور دوست ہیں، وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں زکوۃ ادا کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا بیشک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے۔)

اس آیت کریمہ کی رو سے امت مسلمہ کا ہر فرد اپنے طور پر دعوت دین دوسروں تک پہنچانے کا ضامن ہے۔ امت مسلمہ کے بارے میں قرآن فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۗ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۗ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۹)

(تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔)

انبیاء اکرام کے بعد یہ ذمہ داری کو امت کے علماء و صوفیہ کرام نے بہت ایمان داری سے انجام دیا۔ انہیں حضرات میں ایک نام شاہ غلام علیؒ کا ہے۔ آپؒ نے اپنے اخلاق و کردار اور مکتوبات سے عوام الناس کی اصلاح کی اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ یہاں آپؒ کے مکتوبات میں سے دعوتی و تبلیغی موضوعات کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

مکتوبات دہلویؒ میں دعوتی و تبلیغی موضوعات کا جائزہ:

شاہ غلام علیؒ نے اپنے مکتوبات کے ذریعے اصلاح و تربیت کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا کام بھی سر انجام دیا۔ ذیل میں مکتوبات دہلویؒ سے دعوتی و تبلیغی موضوعات کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

ارکان اسلام کی تلقین:

شاہ صاحبؒ نے اپنے مکتوبات میں مختلف مقامات پر ارکان اسلام (نماز، روزہ) کی تلقین فرمائی ہے۔ ذیل میں ان کو بیان کیا جاتا ہے:

نماز:

مکتوب 13 میں شاہ غلام علیؒ تحریر فرماتے ہیں:

بعد حمد و صلوۃ بدانند در راہ محبت الہی سبحانہ غفلت و بیکاری منع است بزرگان دین و جانبازان راہ حق زندگی در محبت خدا صرف کردہ اند بعضی ھزار رکعت نماز و یک ختم قرآن مجید ھر روز وظیفہ داشتند کم خوردن و کم خفتن و کم در خلق بودن و کم گفتن واجب می دانند مختار ما اینست کہ در ہر امر و عادت خود توسط لازم گیرد"۔ (۱۰)

"حمد و صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہیے کہ محبت الٰہی سبحانہ و تعالیٰ کے راستے میں غفلت اور بیکاری منع ہے۔ بزرگان دین اور راہ حق کے جانبازوں نے زندگی اللہ کی محبت میں صرف کی ہے بعض ہر روز ایک ہزار رکعت نماز اور ایک قرآن مجید پڑھنے کا وظیفہ رکھتے تھے کم کھانا، کم سونا، لوگوں کے ساتھ کم رہنا اور کم بولنا واجب سمجھتے تھے۔" (۱۱)

اس اقتباس میں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ غفلت سے کنارہ کشی کی جائے۔ کیونکہ اولیاء اللہ نے اپنی اپنی پوری زندگیاں راہِ خدا میں وقف کر دی۔ کڑی عبادت و ریاضت ان کا معمول تھا۔ قرآن کی تلاوت صوم و صلوۃ، تہجد گزاری کے پابند تھے۔ دنیاداری بھی پوری کرتے مگر یادِ خدا سے ہر وقت دل مسور رکھتے۔

اسی مکتوب میں مزید فرماتے ہیں :

"نماز شصت رکعت معمول است با طمانینت و تعدیل ارکان و قومہ و جلسہ ھفدہ رکعت فرض و سہ وتر و دوازدہ رکعت سنت و باقی نوافل تہجد دوازدہ رکعت یا دہ یاہشت یا شش رکعت پیغمبر خدا ﷺ خواندہ اند اشراق چہار رکعت چاشت چہار یا زیادہ بعد مغرب بیست رکعت یا شش رکعت میخوانند بعد سنت عشا چہار نفل و بعد وتر دو رکعت نشستہ بقراء سورۃ (اذا زلزلت) و (قل یا ایھاالکفرون) ثواب تہجد دارد بعد زوال آفتاب اند کی چہار رکعت نیز آمدہ است بیک سلام بعضی سورہ اخلاص در نوافل و بعضی سورہ یسین"۔ (۱۲)

(ساٹھ رکعت نماز اطمینان، ارکان نماز کے اعتدال، قومہ، جلسہ، سے سترہ رکعت فرض، تین وتر، بارہ رکعت سنت اور باقی نفل تہجد بارہ رکعت، دس یا آٹھ یا چھ رکعت رسول ﷺ نے پڑھی ہیں۔ چار رکعت اشراق، چار یا گیارہ رکعت چاشت، مغرب کے بعد بیس یا چھ رکعت پڑھتے تھے۔ عشاء کی سنت کے بعد چار نفل اور وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر سورۃ اذا زلزلت اور قل یا ایھاالکفرون کی قرآت سے تہجد کا ثواب رکھتا ہے سورج کے تھوڑے زوال کے بعد چار رکعت ایک سلام کے ساتھ مذکور ہیں بعض نفل میں سورۃ اخلاص اور سورۃ یسین پڑھتے ہیں۔) (۱۳)

مکتوب 47 میاں رؤف احمد رام پوری کو تحریر فرمایا اس میں لکھتے ہیں :

"اول وقت ظہر خواندہ تلاوت قرآن مجید نمودن بعد ازان شغل علم نمودن تا عصر و مغرب تہذیب قلب از خواہر ساختن بعد ازان مطالعہ کتاب بچند مرتبہ کردن بعد طعام نماز خواندہ درود فرستادن بر حبیب خدا ﷺ۔۔۔ بعمل آرد۔"(۱۴)

(اول وقت میں نماز ظہر پڑھنے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے، پھر علم کے کام میں مصروف ہونے، عصر اور مغرب تک دل کو وسوسوں سے پاک کرنے، اس کے بعد چند مرتبہ کتاب کا مطالعہ کرنے، کھانا کھانے کے بعد نماز اور حبیب خدا ﷺ پر درود۔۔۔ پر عمل کریں۔) (۱۵)

شاہ صاحب کے مکتوبات کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کی محبت، اطاعت و بندگی میں کسی قسم کی غفلت و سستی نہیں آنی چاہیے کیونکہ جو اللہ کے معزز و برگزیدہ بندے ہیں وہ اس قدر اطاعت پسند ہو گزرے ہیں کہ بعض ایک دن میں ہزاروں نفل نماز اور پورے قرآن کا وظیفہ کرتے۔ نماز کی پابندی کرنی چاہیے اور سرور کونین ﷺ پر درود سلام کا ہدیہ پیش کرتے رہنا چاہیے کیونکہ یہ بندگی خدا کا بہترین طریقہ ہے۔ اپنے خلیفہ میاں روف احمد کو تلقین کرتے ہیں کہ نماز و تلاوت قرآن پاک کی پابندی کریں تاکہ دل وسوسوں سے پاک ہو اور ظاہر و باطن میں پاکیزگی اور نور پیدا ہو۔

نماز کی صحیح ادائیگی اور فقہی مسائل کا تذکرہ:

مکتوب 66 میں نماز ادا کرنے کے فقہی مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"بعد حمد و صلوۃ واضح باد کہ نماز اول وقت با جماعت ادا نمایند و ترتیل حروف در قراءۃ بکنند و قومہ و جلسہ در نماز فرض و نزد علماء حنفیہ واجب و کسیکہ بسنیت قومہ و جلسہ۔۔۔۔۔۔ و پیغمبر خدا ﷺ گاہی ترک قومہ و جلسہ و ترک طمانینت در نماز نکردہ اند و فرمودہ اند(١٦)

(صَلُّوْ اَكَماَ رَايتمُوْنِی اُصَلِّی)۔(١٧)

اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی اکرم ﷺ پر درود کے بعد واضح ہو کہ نماز جماعت کے ساتھ اول وقت میں ادا کریں۔ قرآت میں ترتیل حروف، مخارج کی خوب ادائیگی کا لحاظ رکھیں۔ فرض نماز میں قومہ اور جلسہ علمائے حنفیہ کے ہاں واجب ہے اور آدمی قومہ اور جلسہ کی نیت کی طرف گیا ہے وہ اسے واجب ہی سمجھتا ہے۔ عمداً اس کے ترک کرنے پر اعادہ کرے اور بھول کر اسے چھوڑنے پر سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ قاضی خان مفتی حنفیہ نے اپنے فتاویٰ میں یونہی لکھا ہے رسول ﷺ نے کبھی نماز میں قومہ و جلسہ اور اطمینان کو ترک نہیں فرمایا اور ارشاد فرمایا:

"تم اس طرح نماز پڑھو، جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔"(١٨)

یعنی بغیر کسی مجبوری کہ نماز کو دیر نہیں کرنی چاہیے اس کو اول وقت میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہی احسن طریقہ ہے۔ حروف کی ادائیگی آرام و اطمینان سے کی جائے۔ قومہ و جلسہ وغیرہ کا خیال رکھا جائے بھول کی صورت میں سجدہ سہو کیا جائے۔ بہتر یہی ہے کہ نماز سنت نبوی ﷺ کے مطابق ادا کی جائے۔ حدیث پاک سے بھی یہی ثابت ہے

اطمینان بخش اور باجماعت نماز:

مکتوب 85 میں شاہ غلام علیؒ باجماعت و اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"در رکوع و سجود و قومہ و جلسہ از پیغمبر خدا ﷺ ثابت است قومہ و جلسہ بعضی فرض گفتہ اند قاضی خان از۔۔۔ نماز جامع انواع عبادات است تلاوت و تسبیح و درود و استغفار و دعا را شامل است اشجار گویا در قیام اند و حیوانات در رکوع و جمادات در قعدہ نماز مشتمل بر عبادات۔۔۔ و اقامت نماز کسیکہ راحت از غیر نماز فھمد مقبول نیست کسی کہ این تلاوت و انواع اذکار را متضمن است کسی کہ نماز را ضائع می نماید امور دیگر را از دین ضائع تر۔"(١٩)

(جاننا چاہئے کہ نماز باجماعت، رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ میں اطمینان کے ساتھ ادا کرنا رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ قومہ و جلسہ کو بعض نے فرض کہا ہے، حنفی مفتیوں میں سے قاضی خانؒ نے اسے واجب کہا ہے اور اس کے ترک پر سجدہ سہو واجب بتایا ہے۔ اگر عمداً ترک کرے تو وہ نماز کے لوٹانے کے قائل ہیں جس شخص نے سنت موکدہ کہا ہے، وہ واجب کے قریب ہے اور ترک سنت کو حقیر جاننا کفر ہے۔ قیام میں ایک الگ صورت ہے اور رکوع میں جدا۔ قومہ وجلسہ اور سجود و قعود میں مختلف حالات و کیفیات ہاتھ لگتے ہیں۔ نماز عبادات کی تمام قسموں کا مجموعہ ہے۔ تلاوت و تسبیح

،درود و استغفار اور دعا شامل ہے ۔درخت گویا قیام میں ہیں۔حیوانات رکوع میں اور جمادات قعدہ میں۔نماز ان کی عبادات پر ہے۔نماز معراج میں فرض ہوئی۔جو آدمی صاحب معراج ﷺ کے مسنون طریقے پر ادا کرتا ہے، وہ ایک عروج سے قرب الٰہی کے مقامات میں پہنچ جاتا ہے۔ارباب ادب و حضور نماز میں کئی عروج پاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ نے امت پر ایک احسان کیا ہے کہ نماز کو فرض کیا ہے پس اس کی منت و احسان ہے اور اسی کے لیے نماز تحیت و ثناء ہے۔نماز سے عجیب پاکیزگی اور حضوری حاصل ہوتی ہے ہمارے پیرؒ نے فرمایا: اگرچہ نماز میں رؤیت جیسی (باری تعالیٰ) نہیں ہوتی لیکن رؤیت جیسی ہی ایک حالت ہے اور یہ مجربات میں سے ۔جس وقت بیت المقدس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کی جانب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو یہود نے کہا: جو نمازیں بیت المقدس کی جانب کر کے پڑھی ہیں ان کا حکم کیا ہے؟ اس پر یہ آیت شریف نازل ہوئی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ (٢٠)

یعنی تمہاری نمازوں کو ضائع کر دے ۔نماز کو ایمان سے تعبیر فرمایا ہے۔پس مسنون طریقے سے نماز کو ضائع کرنا ،ایمان کو ضائع کرنا ہے۔رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور خوشی نماز میں رکھی گئی ہے۔--جو آدمی نماز کے علاوہ کسی شے میں راحت سمجھتا ہے، وہ مقبول نہیں ہے۔کیونکہ اس میں تلاوت اور دوسرے تمام اذکار شامل ہیں۔جو آدمی نماز کو ضائع کرتا ہے وہ دین کے دوسرے امور اس سے زیادہ ضائع کر بیٹھے گا۔)۔(٢١)

نماز سید الاستغفار ہے۔ مومن کی معراج ہے اور رسولؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ۔یہ ایسی عبادت ہے جو مسلمان اور کافر میں فرق بتاتی ہے۔اس کی پابندی بے حیائی اور بدکاری سے روکتی ہے۔ نماز کو اس کے پورے حق کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔اس کے قومہ وجسلہ، سنت موکدہ، غیر موکدہ کا پورا خیال رکھا جائے۔ترک کرنے کی صورت میں دوبارہ ادا کریں اور بھول کے لیے، سجدہ سہو ادا کیا جائے۔ آئمہ فقہ کے اجماع اور تعلیمات کو مدِ نظر رکھا جائے۔کیونکہ یہ ایک نہایت ہی اہم عبادت ہے۔اگر اس کو مسنون طریقے سے ادا نہ کیا تو ایمان کمزور پڑتے پڑتے بالکل ختم ہو جائے گا۔شاہ صاحب کے نزدیک جو شخص نماز میں راحت و سکون محسوس نہیں کرتا، وہ آدمی قابل قبول نہیں ہے۔کیونکہ یہ سید الاذکار بھی ہے۔اس کو بلاجواز ضائع کرنے سے دوسرے امورِ دین بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔

مکتوب 88 جو رسالہ ششم کے نام سے درج ہے، میں نماز کا تذکرہ اس طرح سے کرتے ہیں:

"در فرائض و واجبات و سنن مؤکدہ اتباع لازم است و ازین مجاہدات و ریاضات بمقدور کسی مقصر نیست بلکہ گویم این غلبات جوع و طول قیام و قنوت در تہجد کہ قدم مبارک ورم می نمود و سبقت در محاربات خاصہ آنحضرت ﷺ است۔"(٢٢)

(فرائض، واجبات اور سنت مؤکدہ کی اتباع لازم ہے۔ان مجاہدات و ریاضات میں آدمی کی طاقت کے مطابق کوئی کمی نہیں ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ بھوک کے غلبے اور (نماز) تہجد کے لمبے قیام و قنوت، جس سے قدم مبارک سوج جاتے تھے اور خاص جنگوں میں سبقت (پیش دستی کرنا) بھی آنحضرت ﷺ سے منقول ہے)۔(٢٣)

نماز کی اہمیت وفضیلت:

مکتوب 99 میں شاہ غلام علیؒ نماز کی فضیلت واہمیت کو اس طرح سے بیان کرتے ہیں:

"جاننا چاہیئے کہ باطن کی قبض کو دور کرنے کے لئے اور باطن کے حالات وکیفیات کے تاریک ہونے پر قرآن مجید کی تلاوت خوبصورت وپر سوز آواز کے ساتھ اور نماز میں خضوع وخشوع کے کمال سے لمبی (دعائے) قنوت پڑھنا مقرر ہے۔"

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ باطن کی کمزوری اور کیفیات کو مضبوط بنانے اور باطن کی قباحتوں، قدورتوں کو دور کرنے کے لیے تلاوت قرآن پاک اور نماز کی پابندی بہت ضروری ہے۔تلاوت قرآن پاک جتنی دل سے اور پر سوز آواز کے ساتھ اور نماز خشوع وخضور اور حضور قلبی سے ادا کی جائے گی۔اس قدر ہی باطن میں نور پیدا ہوگا اور اللہ اور بندہ کے درمیان رابطہ مضبوط ہو جاتا ہے۔

اسی مکتوب میں مزید فرماتے ہیں:

"توحید وجودی کا ظہور ممکنات کو عین وجود حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ پانا اور دیکھنا ہے۔وجود ممکنات کو ہستی مطلق کے صفحہ پر مثل تعینات نقوش موم کے صفحہ پر پاتے ہیں اور یہ پانا اور دیکھنا ذکر ونوافل اور عبادات وریاضت کی کثرت سے ہاتھ لگتا ہے۔"[۲۴]

باطن کی پاکیزگی اور اس کو روشن کرنے میں نماز اہم کردار ادا کرتی ہے۔حق تعالیٰ کی محبت وشفقت حاصل کرنے کا اعلیٰ ذریعہ نماز اور دیگر عبادات ہیں۔

روزہ:

شاہ غلام علیؒ نے اپنے مکتوبات میں نماز کے علاوہ روزہ اور دیگر عبادات کی ترغیب بھی دی ہے۔روزہ اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔جیسے مال کی پاکیزگی زکوۃ سے ہوتی ہے بلکل اسی طرح جسم کی زکوۃ روزہ ہے جو انسان کو گناہوں سے پاک کرتا ہے۔مکتوب 85، رسالہ اول میں آپؒ تحریر فرماتے ہیں:

"روزہ بکلام لغو وغیبت بی ثواب میگردد غیبت محبط ثواب است ازان احتراز واجب است سخت بیعقلی بود کہ بجد وکد اعمال کردہ شود وثواب آن حبط گردد واعمال بجناب کبریا او سبحانہ عرض میشوند بی ادبی بود کہ غیبت ولایعنی بجناب پروردگار خود عم نوالہ روانہ"۔[۲۵]

(روزہ بیہودہ بات اور غیبت سے بے ثواب بن جاتا ہے۔غیبت اعمال کے ثواب ضائع کرنے والی شے ہے۔اس سے پرہیز واجب ہے سخت نادانی ہوگی کہ محنت کوشش سے اعمال کیے جائیں اور ان کا ثواب ضائع ہو جائے۔اعمال ذات کبریا سبحانی کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، بے ادبی ہے کہ غیبت اور بیہودہ شے اپنے پروردگار کے حضور روانہ کی جائے۔)[۲۶]

اس اقتباس میں شاہ غلام علی فرماتے ہیں کہ غیبت بہت بری شے ہے، روزے جیسے عظیم الشان عبادت بھی اس بدی سے بے کار و بے سود ہو جاتی ہے۔اس سے اجتناب بہت ضروری ہے۔انسان کے اعمال حق تعالیٰ کے ہاں پیش ہوتے ہیں تو کس قدر بے ادبی اور توہین ہو گی جب اعمال غیبت جیسی برائی سے آلودہ کر کے اپنے رب کے پاس بھیجے جائیں۔

مکتوب 99 میں روزہ کے متعلق اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

> "ہر مہینے میں تین روزے، عرفہ (حج)، عاشورہ کا روزہ، پندرہویں شعبان کا روزہ اور شوال کے چھ روزے حدیث سے ثابت ہیں۔روزے میں جھوٹ، غیبت، طعنہ زنی اور فضول گوئی سے احتیاط ضروری ہے، ورنہ روزہ قابل ثواب نہیں، وہ شخص احمق ہو گا جو بھوک و پیاس کی تکلیف برداشت کرے ان کاموں سے روزے کو برباد کرے۔ بعض کے نزدیک غیبت روزہ کو فاسد کرنے والی ہے یہ حضرت امام اوزاعیؒ کا مذہب ہے۔رسول ﷺ نے غیبت کرنے والے کو روزے کو لوٹانے اور وضو کرنے کا حکم دیا ہے"۔[۲۷]

روزہ صرف بھوک پیاس کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایسی عظیم عبادت ہے جس کے اجر و ثواب کا ذمہ حق تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لیا ہے۔ انسان کے جسم کے ہر حصہ کا روزہ ہوتا ہے، آنکھ کا روزہ، کان کا روزہ، ہاتھ کا، پیر کا زبان کا روزہ۔آنکھ سے اگر جان بوجھ کر برائی دیکھیں گے تو اسکا روزہ جاتا رہے گا، کان سے اگر بری باتیں، کسی کی برائی سنیں گے تو کان کا روزہ جاتا رہے گا، ہاتھ اگر برائی کی جانب بڑھیں گے تو ان کا روزہ ضائع ہو جائے گا اسی طرح پیر اگر بدی کی جانب چلیں گے تو روزہ جاتا رہے گا بلکل اسی طرح زبان سے اگر غیبت و چغلی وغیرہ سرزد ہو گئیں تو روزہ ضائع ہو جائے گا۔

تلاوت قرآن پاک:

مکتوب 99 میں شاہ غلام علیؒ فرماتے ہیں:

> " باطن کی قبض کو دور کرنے کے لئے اور باطن کے حالات و کیفیات کے تاریک ہونے پر قرآن مجید کی تلاوت خوبصورت و پرسوز آواز کے ساتھ سننا۔۔۔مقرر ہے۔"[۲۸]

مردہ دل کو زندہ اور پرنور کرنے کے لیے باقی عبادات کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تلاوت بہت ضروری ہے۔یہ ایسا کلام پاک ہے کہ اس کی نورانیت انسان کے باطن کو پرنور کر دیتی ہے۔انسان باطنی طور پر بہت قوی ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

اذکار:

شاہ غلام علیؒ کے مکتوبات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ نے ارکان اسلام، عقائد اور عبادات کی بہت دعوت و ترغیب دی ہے۔زیادہ تر مکتوبات اذکار پر مشتمل ہیں۔ذیل میں ان کو بیان کیا جاتا ہے:

ذکر اللہ کے طریقے:

مکتوب 2 میں شاہ صاحبؒ حق سبحانہ کے ذکر میں مشغول ہونے کے طریقے کو اس طرح سے بیان کرتے ہیں:

"طرق مشغولی بذکر حق سبحانہ با توجہ بلطائف سبعہ تا دران حرکت ذکر پیدا شود اینست کہ اول بیست و پنج بار استغفار بخواند باز بارواح طیبہ بزرگان علیہم الرحمۃ فاتحہ بخواند و بواسطہ۔۔۔کلمہ طیبہ نیست ہیچ مقصود بجز ذات پاک در لحاظ دارد در ذکر نفی اثبات اگر حصر نفس نماید مفید باشد در۔۔۔ذکر اسم ذات باشد یا نفی و اثبات در خیال خود بگوید بانکسار تمام خداوندا مقصود من توئی و رضای تو محبت معرفت خود دہ۔"(۲۹)

(توجہ کے ساتھ ۔۔۔۔اول لطیفہ قلب سے، جو کہ بائیں پستان کے نیچے دو انگلی کے فاصلے پر پہلو کی طرف ہے، حق سبحانہ کا ذکر کرے اللہ تعالیٰ کے مبارک نام جو کہ ذاتی ہے بیچون سبحانہ، کو دھیان میں رکھ کر اور گزشتہ و آئندہ کے خواطر (وسوسوں) سے بچتے ہوئے، دل کی طرف توجہ کر کے، دل کو اسی مقدس مفہوم سے متوجہ رکھ کر، خیال کی زبان سے اسم مبارک اللہ اللہ کہے۔ جب دل میں حرکت پیدا ہو جائے تو پھر لطیفہ روح سے، جس کا محل دائیں پستان کے نیچے دو انگلی کے فاصلے پر ہے، متوجہ ہو کر خیال کی زبان سے ذکر کرے۔ پھر لطیفہ سر سے، جس کا محل بائیں پستان کے سامنے سینے کی طرف دو انگلی کے فاصلے پر ہے۔ پھر لطیفہ خفی سے، جس کا محل دائیں پستان کے سامنے دو انگلی کے فاصلے پر سینے کے وسط کی جانب ہے۔ پھر لطیفہ اخفی سے، جس کا محل بالکل سینہ کا درمیان میں ہے۔ پھر لطیفہ نفس سے، جس کا محل پیشانی میں ہے، ذکر کرے۔ پھر لطیفہ قلب سے، تمام قالب کی طرف توجہ کر کے زبان حال سے اللہ اللہ کہے، تاکہ لطیفہ قلب میں ذکر جاری ہو جائے۔ دوسرا ذکر، ذکر نفی اثبات ہے، زبان کو تالو سے چپکا کر زبان حال سے کلمہ 'لا' ناف سے (کھینچ کر) دماغ تک (لے جانا)، کلمہ 'الہ' دائیں کندھے تک لا کر کلمہ 'الا اللہ' کی ضرب دل پر لگائے، اس طرح کہ اس کلمہ کا گزر لطائف خمسہ پر ہو۔ کلمہ پاک کا معنی "کوئی مقصود نہیں سوائے ذات پاک کے" کو دھیان میں رکھے۔ ذکر نفی و اثبات میں اگر حبس دم کرے تو مفید ہے۔ ذکر نفی اثبات کرنے میں عدد طاق کا لحاظ رکھے۔ بعد میں چند بار "محمد رسول اللہ" پڑھے۔ سانس کو زیادہ دیر نہ روکے، تاکہ خفقان نہ ہو۔ اس کے بعد چند بار ذکر اسم ذات یا نفی اثبات کرے۔ انتہائی عاجزی سے کہے:: خداوندا، میرا مقصود تو ہی ہے اور رضا بھی تو ہی ہے، اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔")۔(۳۰)

یہی طریقہ ذکر اسم ذات اور نفی و اثبات شاہ غلام علیؒ نے مکتوب 13، 66، اور 90 میں نقل کیا ہے۔

قرب الٰہی کے اسباب:

مکتوب 8، جو شاہ صاحبؒ نے شیخ قمر الدین پشاوری کو تحریر فرمایا، میں ذکر کے بارے فرماتے ہیں:

"و در خلوتی نشستہ و در بروی ہمہ کس بستہ بہ پرداخت نسبت باطن خود بکمال جہد درین مراقبات اوقات بگذرانند گاہی اسم ذات گاہی ذکر تہلیل بلحاظ اینمعنی گاہی تلاوت بکمال توجہ الی المقصود و گاہی درود بالتجا بجناب پیغمبر خدا ﷺ و گاہی کلمات طیبات این است اسباب قرب الٰہی۔"(۳۱)

(خلوت میں بیٹھ کر اور سب آدمیوں سے دروازہ بند کر کے، اپنی نسبت باطن میں مشغول رہیں اور ان مراقبات میں اوقات صرف کرنے کے لئے خوب کوشش کریں۔ کبھی اسم ذات اور کبھی ذکر تہلیل اس مقصد کے حصول کی خاطر

۔کبھی مقصود کی طرف کامل توجہ کے ساتھ تلاوت سے، کبھی رسول ﷺ کے حضور درود پیش کر کے اور کبھی کلمات طیبات میں مصروف رہ کر۔یہ قرب الہی کے اسباب ہیں۔)۔(۳۲)

یہاں تین اسباب کا ذکر ہوا ہے اول اذکار جس میں ذکر اسم ذات و ذکر تہلیل شامل ہیں۔دوم کامل توجہ سے تلاوت قرآن پاک،اور سوم کلمات طیبات۔یہ تینوں وہ نسخے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے قرب الہی نصیب ہوتا ہے جب یہ سعادت نصیب ہو جاتی ہے تو انسان صراط مستقیم کی منازل آسانی سے طے کر لیتا ہے اور بالآخر اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جسے فنا فی اللہ کہتے ہیں۔

ذکر کی تلقین:

مکتوب 13 میں شاہ صاحبؒ ذکر کی تلقین کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"توجہ بدل داشتن و توجہ دل بحق سبحانہ نمودن و خواطر گزشتہ و آیندہ از دل نگھداشتہ ذکر اسم ذات یا نفی اثبات خفیہ بزبان خیال ہر وقت باید نمود و ذکر تہلیل زبانی نیز بتوجہ بجناب الہی و توجہ بدل بلحاظ معنی کہ نیست ہیچ مقصود بجز ذات پاک نافع است۔"(۳۳)

(دل کی طرف توجہ رکھنا، دل کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا، گزشتہ آئندہ کے وسوسوں کو دل سے نکال کر اسم ذات یا نفی واثبات (کا ذکر) خفی، خیال کی زبان سے ہر وقت کرنا چاہیے ذکر تہلیل بھی زبانی طور پر کرنا چاہیے ،جناب الہی کی طرف متوجہ ہو کر اور دل کی جانب توجہ کرتے ہوئے ان معنوں کے لحاظ سے کہ (اللہ کی) ذات پاک کے علاوہ کوئی مقصود نافع نہیں ہے)۔(۳۴)

شاہ غلام علی تلقین فرماتے ہیں کہ دل کو ذکر کو ذکر خدا کا گھر بنایا جائے۔تمام تر توجہ ذات باری تعالیٰ کی طرف مذکور رکھی جائے تاکہ دل تمام وسوسوں اور قدورتوں سے پاک ہو سکے۔وہ تب ممکن ہے جب انسان ذکر اسم ذات اور نفی اثبات کو اپنا معمول بنائے۔خیالی زبان سے لاالہ الااللہ کا ورد جاری رکھیں۔اور دل میں یہ نیت پختہ رکھی جائے کہ حق تعالیٰ ہی قادر مطلق ہے، محبوب ہے اور مقصود نافع ہے اس کے علاوہ کوئی اور نہیں۔

مکتوب 44 میں، جو آپؒ نے قاضی شمشیر کو تحریر فرمایا، میں لکھتے ہیں کہ:

"ذکر و دوام توجہ و نیاز وانکسار لازم گیرند و بمراقبہ وتلاوت اوقات خود را معمور"(۳۵)

(ذکر، دوام توجہ اور نیاز وانکسار کو لازم پکڑیں، اپنے اوقات کو مراقبہ اور تلاوت سے لبریز رکھیں)

مکتوب 66 میں ذکر اسم ذات، نفی اثبات اور لطائف کی جگہ کا تذکرہ اس طرح سے کرتے ہیں:

"و واقعات روزمرہ را از تقدیر دانستہ چون وچرا نکردن و امور خود را بوکیل کارساز سبحانہ سپردہ سعی در ادای وظائف و اعمال و دوام ذکر بدل زبان نمودن در ہر نفس توجہ بدل و توجہ دل بجناب حضرت حق۔۔۔۔کہ آن محال است در گفتگوہا مراء وجدال و بحث نکردن این است طریقہ اہل معرفت"۔(۳۶)

(روزمرہ کے واقعات کو تقدیر سے سمجھ کر چون چرا نہ کرنا، اپنے کاموں کو کارساز (حقیقی) سبحانہ کے سپرد کر کے وظائف و اعمال اور دل وزبان سے ہمیشہ ذکر کرنا، ہر سانس میں دل کی طرف توجہ رکھنا اور جناب حضرت حق کی جانب

متوجہ رہنا، دل کو گزشتہ اور آئندہ کے وسوسوں سے محفوظ رکھنا، ذکر اسم ذات ہو یا نفی واثبات کامل عاجزی کے ساتھ اس میں مشغول رہنا، کسی مقصود کو خیال میں نہ رکھنا، خود کو حق سبحانہ و تعالیٰ کے ذکر کے ناقابل و نالائق سمجھنا، یقین کے ساتھ حضرت کریم کا خود پر احسان جانتے ہوئے ان اعمال واذکار کا بدلہ نہ مانگنا، اور یہ سمجھنا کہ ذکر و اعمال کی توفیق ایک نعمت ہے، جس کا شکر ادا کرنا محال ہے اور لڑائی جھگڑے کی باتوں میں بحث و مباحثہ نہ کرنا، یہ ہے اہل معرفت کا طریقہ۔)۔[۳۷]

حادثات زندگی کو بناچوں چرا کیے خالق حقیقی کی رضا سمجھ کر اپنے سارے کام اسی کے سپرد کرنا بندہ مومن کی نشانی ہے۔اس اقتباس میں بھی شاہ صاحب یہی تلقین فرمارہے ہیں کہ دل کو ذکر خدا سے مسرور رکھیں، عاجزی کے ساتھ بنا کسی لالچ و مقصد کے۔ خود کو اس ذکر کے قابل نہ سمجھتے ہوئے عاجزی سے رب سبحانہ کا احسان جانا۔ کہ اس نے اس نالائق و ناچیز بندے کو اس عبادت کے لائق سمجھا۔اس کا جتنا شکرانہ کیا جائے اتنا کم ہے۔ یہی اہل معرفت کا اسلوب ہے۔

ذکر کی شرائط:

مکتوب 90 میں شرائط ذکر اس طرح نقل کی گئی ہیں :

"شرط است در ذکر لحاظ معنی کہ نیست ہیچ مقصود بجز ذات پاک و معنی لازم است ہر لفظ را پس لفظ بی معنی متصور نشود و نیز از شروط است در وقت نفی، نفی ہستی خود و جمیع موجودات و در وقت اثبات، اثبات ذات حضرت حق سبحانہ ملحوظ ۔۔۔۔از علم لدنی باین معنی کہ حصول کیفیات و علم آن و کشوف و اسرار و دریافت آن ہمہ ازین ذکر است و این ذکر ماثور است از حضرت خضر علیہ السلام بار عایت حبس نفس پس اگر دریکدم تا بیست ویک بار سانیدہ است و فائدہ بر آن نشدہ عملش باطل است در طریقہ محسوب نیست از سر گیرد و شروط را نیک احتیاط نماید۔"[۳۸]

(ذکر میں اس معنی کا لحاظ رکھنا شرط ہے کہ ذات پاک کے سوا کوئی مقصود نہیں، ہر لفظ کے معنی ضروری ہیں۔پس معنی کے بغیر کوئی لفظ متصور نہیں ہوتا۔ شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ نفی کے وقت اپنی ہستی اور تمام موجودات کی نفی کی جائے اور اثبات کے وقت حضرت حق سبحانہ کی ذات کے اثبات کو ملحوظ رکھا جائے۔ اگرچہ تمام مقصودات سے متعلق نفی ہو چکی، لیکن لحاظ کو وسعتیں (حاصل) نہیں۔ شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ ہر دو ذکر میں چند بار کے بعد دل کی زبان سے انتہائی عاجزی و نیاز مندی کے ساتھ مناجات والتجا کی جائے کہ اے اللہ میرا مقصود تو ہے اور تیری رضا۔ میں نے تیرے لئے دنیا وآخرت کو ترک کر دیا، تو مجھے اپنی محبت و معرفت عطافرما۔ اگر طالب صادق ضعیف ہو تو "میں نے دنیا وآخرت کو ترک کیا" نہ کہے ورنہ دونوں جملوں کو کہنا لازمی سمجھے۔ یہ بھی شرط ہے کہ قلب کی طرف توجہ اس طرح کرے کہ اس کی صنوبری شکل، یا اسم ذات کے نقش کا تصور نہ کرے اور اس توجہ کو وقوف قلبی کہا جاتا ہے۔ یہ توجہ اس ضرب کی قائم مقام ہے جو دوسرے سلاسل کے اذکار میں رائج ہے۔ یہ بھی شرط ہے کہ ذات الٰہی کی طرف توجہ رکھی جائے۔ نظر اوپر کی جانب ہو کہ ذات الٰہی کی جانب نگران و متوجہ اور فیض کا منتظر ہے۔ اوپر کی جانب کا لحاظ رکھنا پاس ادب کی وجہ سے ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں سے بالا ہے۔ بلکہ وقوف قلبی مبدء فیاض کی طرف توجہ ارکان ذکر اور

طریقہ عالیہ میں سے ہے اور نسبت حضور کا حصول ان دو ارکان کے بغیر محال ہے۔ یہ بھی شرط ہے کہ دل کو خیالات اور وسوسوں سے باز رکھا جائے۔ غیر کے خیال اور وسوسے سے دل کو پاک رکھنا چاہیے تاکہ خواطر غلبہ نہ پالیں۔ اس کو نگہداشت کہتے ہیں۔ سانس بند کرنا اور روکنا ذکر میں مفید ہے شرط نہیں ہے۔ حرارت قلب، شوق ورقت قلب، نفی خیالات اور ذوق محبت سانس روکنے کے فوائد میں سے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ کشف کے حصول کا سبب بن جائے۔ ذکر نفی اثبات میں طاق عدد کا لحاظ رکھنا معمول ہے، لہٰذا اسے وقوف عددی کہتے ہیں فرماتے ہیں کہ وقوف عددی علم لدنی کا پہلا سبق ہے، اس طرح کہ حصول کیفیات اور اس کا علم، کشف و اسرار اور اس کی دریافت، سب اس ذکر کی بدولت ہے۔ یہ ذکر حضرت خضر علیہ السلام سے حبس نفس کی رعایت سے منقول ہے۔ پس اگر اس نے ایک سانس میں اکیس بار (اللہ کہنا) تک پہنچا دیا اور اس سے فائدہ نہیں ہوا تو اس کا عمل باطل ہے، طریقہ میں شمار نہیں ہے، نئے سرے سے ذکر کرے اور اس شرائط کی خوب احتیاط کرے۔)۔ (۳۹)

شاہ غلام علیؒ نے اس مکتوب میں ذکر کی شرائط کا ذکر کیا ہے۔ ذکر کرنے کے لئے ان شرائط کا ہونا بہت ضروری ہے۔

طریقت کے تمام سلاسل میں ذکر کے لیے مخصوص طریقے اور شرائط درج ہیں۔ طالبِ مولیٰ انہی شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے ذکر کرتا ہے، جو ہر لحاظ سے مفید ثابت ہوتا ہے۔ مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے یہاں باطن کی صفائی کے لئے سب سے پہلے لطائف عالمِ امر کی اصلاح کا معمول ہے اور اس کے لئے ان حضرات نے تین طریقے مقرر فرمائے ہیں:

طریقِ اول: ذکر۔ طریقِ دوم: مراقبہ۔ طریقِ سوم: رابطہ شیخ

سالکِ طریقت جس قدر ان امور کا زیادہ اہتمام کرے گا اسی قدر سلوکِ طریقت میں اسے ترقی حاصل ہوگی اور جس قدر ان امور میں کوتاہی کرے گا اسی قدر باطنی راستہ طے کرنے میں اسے تاخیر ہوگی۔

طریق اول: ذکر

ذکر کی دو اقسام ہیں۔ اول ذکر اسم ذات۔ دوم ذکر نفی و اثبات۔ ذکر اسم ذات کے کئی اسباق ہیں۔ اول سات لطائف کے بعد آٹھواں سبق ذکر نفی و اثبات ہے۔

خواجہ محمد طاہر بخشی نقشبندی ذکر نفی واثبات کے بارے فرماتے ہیں کہ:

توجہ و خیال کی زبان سے لاالہ الااللہ کے ذکر کو نفی واثبات کہتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سالک پہلے اپنے باطن کو ہر قسم کے خیالات ماسویٰ اللہ سے پاک و صاف کرے، اس کے بعد اپنے سانس کو ناف کے نیچے روکے اور محض خیال کی زبان سے کلمہ "لا" کو ناف سے لیکر اپنے دماغ تک لے جائے، پھر لفظ "اِلٰہ" کو دماغ سے دائیں کندھے کی طرف نیچے لے آئے اور کلمہ "الا اللہ" کو پانچوں لطائف عالم امر میں سے گزار کر قوت خیال سے دل پر اس قدر ضرب لگائے کہ ذکر کا اثر تمام لطائف میں پہنچ جائے۔ اس طرح ایک ہی سانس میں چند مرتبہ ذکر کرنے کے بعد سانس چھوڑتے ہوئے خیال سے "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ" کہے۔ ذکر نفی واثبات کے وقت کلمہ طیبہ کی معنٰی کہ سوائے ذات پاک کے کوئی اور مقصود و معبود نہیں، کا خیال رکھنا اس سبق کے لئے شرط ہے۔ کلمہ "لا" ادا کرتے وقت اپنی ذات اور تمام موجودات کی نفی کرے اور "اِلَّا اللّٰہُ" کہتے وقت ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کا اثبات کرے۔

فائدہ: ذکر نفی و اثبات میں طاق عدد کی رعایت کرنا بہت ہی مفید ہے۔ اس طور پر کہ سالک ایک ہی سانس میں پہلے تین بار پھر پانچ بار اس طریقہ پر یہ مشق بڑھاتا جائے یہاں تک کہ ایک ہی سانس میں اکیس بار یہ ذکر کرے۔ البتہ یہ شرط و لازم نہیں ہے۔ طاق عدد کی اس رعایت کو اہل تصوف کی اصطلاح میں وقوف عددی کہا جاتا ہے۔ نیز چاہیئے کہ ذکر کے وقت بزبان حال کمال عجز و انکساری سے بارگاہ الٰہی میں یہ التجا کرے۔

خداوندا مقصود من توئی و رضائے تو　　　　محبت و معرفت خود مرا بدہ

ترجمہ: الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور میں تیری ہی رضا کا طالب ہوں۔ تو مجھے اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔

چونکہ ذکر نفی و اثبات میں غیر معمولی حرارت و گرمی ہوتی ہے، اسلئے ہمارے مشائخ عموماً سردی کے موسم میں اسکی اجازت دیتے تھے۔ جبکہ بعض لوگوں کو سردیوں میں بھی سانس روکنا دشوار ہوتا ہے، ایسے لوگوں کو سانس روکے بغیر اور بلا رعایت تعداد ذکر نفی و اثبات کی اجازت دی جاتی ہے۔

چونکہ ذکر نفی و اثبات تمام سلوک کا خلاصہ اور مکھن ہے اور اس سے غیر کے خیالات کی نفی، محبت الٰہی میں اضافہ اور قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے تو اس سے بعض اوقات تو کشف بھی حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا سالک کو چاہیئے کہ اسکے حصول کی پوری طرح کوشش کرے۔ اگر کچھ عرصہ ذکر کرنے کے باوجود مذکور فوائد حاصل نہ ہوں تو سمجھے کہ میرے عمل میں کسی قسم کی کمی رہ گئی ہے۔ لہٰذا پھر سے بتائے گئے طریقے کے مطابق ذکر شروع کرے۔

نیز مشائخ نے فرمایا ہے کہ اس ذکر کے دوران اعتدال طبع کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ مرغّن غذا اور ہضم کے مطابق دودھ استعمال کرنا چاہیئے تا کہ گرمی کی وجہ سے دماغ میں خشکی پیدا ہو کر ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔ [۴۰]

صاحبِ تفسیر مظہری حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں سورۃ المزمل کی آیت 8 کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا [۴۱]

ترجمہ: تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

تفسیر:

واذکر اسم ربک. قم اللیل پر عطف ہے۔ ذکر رب سے مراد ہے شبانہ روز برابر ذکر میں مشغول رہنا کہ نہ کسی وقت سستی پیدا ہو، نہ غفلت لیکن ایسا ذکر زبان سے تو ہو نہیں سکتا زبان اور دوسرے اعضاء سے تسبیح "حمد" نماز اور قرات وغیرہ جو کچھ کیا جاتا ہے کسی وقت اس میں نیت کی سستی آ ہی جاتی ہے۔ لامحالہ قلبی ذکر مراد ہے۔ حقیقت میں قلبی ذکر ہی ذکر ہے کیونکہ یاد نام ہے غفلت کو دور کر دینے کا۔ جیسا کہ حدیث: ذاکر اللہ فی الغافلین بمنزلۃ الصابر فی الغارمین میں ذکر کا غفلت سے مقابلہ کرنا بتا رہا ہے۔ غفلت کے مقابل ذکر کو لانے کا اقتضاء ہی یہ ہے کہ ذکر غفلت کو دور کرنے کا نام ہے۔ دل کی غفلت کی حالت میں نہ کوئی نماز قابل اعتبار ہے، نہ تسبیح، نہ قرات۔ جو نمازی نماز کی طرف سے غافل ہیں، ان کے لیے تباہی ہے۔

ہم نے ذکر سے دوام ذکر اس لیے مراد لیا ہے کہ واذکر کا عطف قم اللیل پر ہے اور عطف معنی کی مغایرت چاہتا ہے۔ مطلق ذکر تو قیام شب میں بھی ہوتا ہے اور ترتیل قرآن کے ذیل میں بھی اس لیے واذکر میں دوام ذکر مراد ہونے سے کلام نئے معنی کے لیے مفید ہوجائے گا۔ محض تاکید معنی سے اضافہ معنوی اولیٰ ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک ذکر رب سے مراد یہ ہے کہ تلاوت قرآن "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے شروع کرو۔

آپ تبتیلا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

تبتیل باب تفعیل کا مصدر ہے۔ تعلق کاٹ دینا۔ ابن زید نے کہا: دنیا اور مافیہا کو چھوڑ کر ان چیزوں کی طلب کرنا جو خدا تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں' تبتل ہے۔ گویا یوں فرمایا کہ رب کے سوا اپنے دل کا رشتہ ہر چیز سے توڑ لو اور اللہ ہی کی طرف ہو جاؤ۔

تبتل سے مراد یہ نہیں ہے کہ لوگوں سے ملنا چھوڑ دو اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی کرو اور جس تعلق و رشتہ داری کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس کو کاٹ دو۔ اسلام میں سادھو پن تو قطعاً نہیں ہے، تم پر اپنے نفس کا بھی حق ہے اور بیوی بچوں کا بھی حق ہے اور مہمان کا بھی حق ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ حسی اور علمی تعلقات سے دل کی وابستگی نہ رکھو۔

صوفیہ کا قول ہے کہ ہم جس راستہ کو قطع کرنے کے در پے ہیں اس کی دو منزلیں ہیں، پہلی منزل ہے مخلوق سے کٹ جانے کی اور دوسری منزل ہے حق سے جڑ جانے کی۔ ایک دوسرے کے لیے لازم ہے اسی لیے اللہ نے دونوں کے درمیان واو عاطفہ جو جمعیت پر دلالت کرتا ہے، ذکر کیا ہے اور پہلے وصول حق کو واذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ فرما کر ذکر کیا پھر تَبَتَّلْ (مخلوق سے انقطاع) کو بیان کیا کیونکہ مخلوق سے کٹ جانے کی اصل غرض ہی حق سے جڑ جانا ہے (لہٰذا مقصود اصلی کو پہلے ذکر کیا)۔

ہم نے ذکر اللہ کی تعبیر وصول حق سے اس لیے کی کہ جس یاد میں سستی کا گزر نہ ہو اور غفلت ادھر ہو کر نہ گزرے وہ علم حضوری ہوگا۔ علم حصولی کا تصور وہاں بداہتہً ممکن نہیں' کیونکہ علم حضوری اسی کو تو کہتے ہیں جس میں عالم کے سامنے خود معلوم حاضر ہو (اس کی صورت حاصل نہ ہو) جب معلوم خود پیش نظر رہے تو یہی دوام حضور ہے۔ یہی وصول و اتصال ہے اسی کو اتحاد اور بقاء کہتے ہیں۔ الفاظ مختلف ہیں' مطلب سب کا ایک ہے۔ متقدمین اسی کو اخلاص کہتے تھے۔ حضرت ابن عباس (رض) نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا تھا' اللہ کے لیے کامل اخلاص اختیار کرو۔

صاحبِ تفسیرِ مظہری مزید لکھتے ہیں کہ

> مذکورہ تفسیر کی صورت میں واذکر اسم ربک میں اسم ذات کی تکرار کی طرف اشارہ ہوگا اور رب المشرق والمغرب میں (بشرطیکہ رب کو جد کے ساتھ ربک کی صفت قرار دیا جائے) تمام ممکنات کو اللہ کا محیط ہونا اور لا الٰہ الّا ھُو میں نفی و اثبات کا بیان ہوگا۔ یہ دونوں چیزیں کمال ولایت حاصل کرنے والوں کے طریقہ کی بنیاد ہیں۔ اس وقت قم الیل اور رتل القرآن اور واذکر اسم ربک تینوں الگ الگ احکام ہوں گے۔ اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ چاروں امور یعنی نماز، تلاوت قرآن اور ذکر اسم ذات اور ذکر نفی و اثبات قرب کے درجات اور مراتب حاصل ہونے کی بناء ہیں لیکن اوّل الذکر دونوں چیزیں آخری حد پر پہنچنے والوں کے لیے ہیں اور آخری دونوں امور ابتدائی مدارج طے کرنے والوں کے لیے

اور چونکہ آیت مذکورہ میں اوّل ترین مخاطب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اور انتہائی کمال تک پہنچنے والوں میں آپ کا درجہ سب سے اونچا ہے اس لیے جو دو امور اہل انتہا کے لیے مخصوص ہیں، ان کا ذکر پہلے کر دیا گیا۔

آپ سورۃالمزمل کی اگلی آیت (رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ اعظم، امام برحق، حضرت مولانا یعقوب چرخی (رح) نے فرمایا کہ

آغاز سورت سے اس آیت تک مختلف مقامات سلوک کی طرف اشارہ ہے۔ رات کی خلوت، تلاوت، ذکر، نفی ماسوا اور توکل باللہ سلوک کے مختلف مدارج ہیں لیکن مقامات سلوک میں سب سے اونچا درجہ جفاء اعداء پر صبر کرنے کا ہے، اسی کی طرف مندرجہ ذیل آیت میں اشارہ کیا اور فرمایا:

رب المشرق والمغرب اور لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو میں صفات کا بیان ہے۔ احاطۂ ربوبیت و مالکیت اللہ کے علم و قدرت کی ہمہ گیری پر دلالت کر رہا ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو میں الوہیت غیر کی نفی اور اللہ کے لیے حاکمیت و معبودیت کا اثبات ہے۔ جب صوفی یہ دونوں مراتب صفات طے کر لیتا ہے اور افعال و صفات کا اس کو علم ہو جاتا ہے تو اسم ذات کا ذکر کرتا ہے' پہلے غیر اللہ کی الوہیت کی نفی اور اللہ ہی کی الوہیت کا اثبات کرتا تھا' اب اس کو اللہ کے سوا کوئی دوسری ہستی ہی نظر نہیں آتی جو جاذب نظر و توجہ ہو سکے اس لیے اسم ذات کا ذکر ہوتا ہے اور آخر تمام کائنات سے اس کی قلبی وابستگی ختم ہو جاتی ہے۔ ہر شے سے رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ آخری معراج اس کو حاصل ہو جاتی ہے وہ واصل بحق ہو جاتا ہے اور ہمہ تن توجہ الی اللہ میں ڈوب جاتا ہے۔[۴۲]

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص (قاضی ثناء اللہ پانی پتی) اپنے وقت کا امام بیہقی ہے۔ وہ اپنی تفسیر میں تصوف کو قرآنِ پاک سے ثابت کر رہے ہیں۔ ذکر اسم ذات، تبتل یعنی غیر اللہ سے یکسوئی اور ذکر نفی و اثبات تصوف کے یہ تین مسئلے ثابت ہو گئے۔

سلسلہ قادریہ کے معروف بزرگ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنی ابیات میں نفی و اثبات کا یوں ذکر فرماتے ہیں:

الف اللہ چنبے دی بوٹی، میرے من وچ مرشد لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی ملیس، ہر رگے ہر جائی ھُو
اندر بوٹی مُشک مچایا، جاں پھلاں تے آئی ھُو
جیوے مرشد کامل باھُوؒ، جیں ایہہ بوٹی لائی ھُو

اس کی شرح میں پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

عام طور پر ابتدا میں نفی اثبات (نفی لا الہ اثبات الا اللہ) کی کثرت کا التزام کیا جاتا ہے۔ درویش دن میں کئی سو بار لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہیں اس سے ذکر کے رواں دواں ہونے میں مدد ملتی ہے۔ حضرت سلطان باھو نے یہاں ذکر کی تلقین کو چنبیلی کی بوٹی سے تشبیہ دی ہے۔ جسے مرشد نے دل میں لگا دیا پھر نفی اثبات کے ذکر نے گویا اس بوٹی کی آبیاری کی۔ خیال کے ساتھ ساتھ تشبیہ چار مصروں میں پھیل گئی ہے اور اس کی ہر جز و معنی خیز ہے۔ جب ذکر رواں ہو جاتا ہے تو

درویش کے سارے وجود میں سرایت کر جاتا ہے۔ کبھی کبھی اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کا ماحول تک ذکر سے بھر گیا ہے۔ یہی وہ کیفیت ہے جس کے زیر اثر مختلف چیزیں وہی ذکر کرتی محسوس ہوتی ہیں۔[۴۳]

ذکر تہلیل:

مکتوب 90 جو ایضاع الطریقت کے نام سے درج ہے، میں شاہ غلام علیؒ زبان سے ذکر تہلیل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"ذکر تہلیل زبانی اگرچہ تا حصول ملکہ معمول نیست لیکن بشرائط مذکورہ نیز مفید است کثرت ذکر می باید و دل بی ذکر کثیر نمی گشاید ہیچ وقت از اوقات بی ذکر توجہ و نیاز بجناب الٰہی نگذرد و در انجمن وملاقات مردم۔۔۔۔برای زوال حسد لا الہ نیست حسد در من الا اللہ مگر محبت خدا باین لحاظ کثرت نفی اثبات و تضرع بجناب الٰہی برای ازالہ آن نماید تا آنکہ ذمیمہ زائل گردد و ہم چنین ہر مانع راز باطن ازالہ کند تا تصفیہ و تزکیہ حاصل شود۔"[۴۴]

(زبان سے ذکر تہلیل اگرچہ حضور ملکہ کے حصول تک معمول نہیں لیکن شرائط کے ساتھ مفید ہے۔ ذکر کثرت سے کرنا چاہیے اور دل ذکر کی کثرت کے بغیر نہیں کھلتا۔ اوقات میں سے کوئی لحظ بھی ذکر اور جناب الٰہی کی جانب توجہ اور نیاز مندی کے بغیر نہ گزرے۔ انجمن اور لوگوں کے ساتھ ملاقات میں بھی ذکر وآگاہی میں مشغول رہیں۔ کیونکہ فیض حق اچانک ہی پہنچتا ہے اور دل آگاہ کو ملتا ہے۔۔۔ جاننا چاہیے کی دل کا ماسویٰ اللہ سے تعلق اور برائیوں کا رسوخ باطن میں فیض الٰہی کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے پس کلمہ "لا" سے اس کی نفی کرنی چاہیے مثلاً حسد کے لئے "لا الہ" نہیں ہے حسد مجھ میں "الا اللہ" مگر ہے اللہ کی محبت۔ اس طرح نفی اثبات کرے، یہاں تک کہ وہ برائی ختم ہو جائے۔ اس طرح ہر برائی کو باطن سے مٹائے تاکہ تصفیہ و تزکیہ حاصل ہو جائے)۔[۴۵]

مکتوب 95 میں تحریر کرتے ہیں:

"بذکر لا الہ الا اللہ وصدم بار محمد رسول اللہ ﷺ عروج وجذبہ حاصل میشود اگر بعد چند بار محمد رسول اللہ ﷺ گوید عروج ونزول در می یابد واگر تمام کلمہ بخواند جملہ نزول میشود در کثرت ذکر اسم جذبہ می آید واز کثرت تہلیل فنا دست دہد خواطر وآرزو کم"[۴۶]

(ذکر لا الہ الا اللہ اور سوویں بار محمد رسول اللہ پڑھنے سے عروج وجذبہ حاصل ہوتا ہے۔ اگر چند بار لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد محمد رسول اللہ پڑھے تو عروج اور نزول کا ادراک پائے گا اور اگر پورا کلمہ پڑھے تو تمام نزول ہوتا ہے۔ ذکر اسم کی کثرت میں جذبہ پیدا ہوتا ہے اور تہلیل کی کثرت سے فنا ہاتھ لگتی ہے، وسوسے اور خواہشات ک ہو جاتی ہیں)۔[۴۷]

اس مکتوب میں ذکر تہلیل یعنی زبان سے (لا الہ الا اللہ) پڑھنے کی فضیلت و طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ ذکر تہلیل کو کثرت سے کرنے سے دل کھلتا ہے۔ دل یاد الٰہی کے بنا دل برائیوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے اس لئے ہر لحہ ذکر الٰہی میں گزرے۔ ذکر تہلیل سے انکی نفی کی جائے ۔ کیونکہ دل کی پاکی ذکر خدا میں ہے۔ جب انسان لا الہ الا اللہ کا ذکر پاک کرتا ہے تو تمام برائیوں، شیطانی وسوسوں اور خواہشات نفس کی

نفی ہو جاتی ہے دل پاک ہو جاتا ہے پھر فیض حق اس دل تک آن پہنچتا ہے۔اور تصفیہ اور تزکیہ کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ذکر تہلیل کو نفی اثبات بھی کہتے ہیں نفی کا مطلب ہے کہ اپنی ہستی سمیت سارے موجودات کی نفی اور اثبات حق تعالیٰ کی ذات کے اثبات کا اظہار ہے۔

دوسرے مکتوب میں ذکر تہلیل کی مقدار اور فیوض برکات کا ذکر موجود ہے۔یعنی لا الہ الا اللہ کے ساتھ 100 بار محمد رسول اللہ پڑھا جائے تو انسان کو عروج اور جذبہ نصیب ہوتا ہے ، کثرت ذکر سے فنا حاصل ہوتی ہے اور نفسانی خواہشات میں قدرے کمی آجاتی ہے یہاں تک کہ وہ ختم ہو جاتی ہیں دوسروں معنوں میں قابو میں آجاتی ہیں۔یہ جملہ زیادہ مناسب ہے کیونکہ نفس کبھی مرتا نہیں ہے اسے قابو میں ضرور کیا جاسکتا ہے۔

تبلیغ وتلقین:

شاہ غلام علیؒ نے اپنے مکتوبات کے ذریعے تبلیغ و تلقین کا فریضہ انجام دیا۔اپنے مریدین اور دیگر احباب کو وقت لکھے گئے مکتوبات میں آپؒ اس کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں۔

مکتوب 11 میں شاہ ابو سعیدؒ کو تحریر فرماتے ہیں کہ :

"امور دین و دنیا وظاہر و باطن بواسطہ پیران کبار بجناب الٰہی تفویض کردن و مجاری احوال را از تقدیر کریم کارساز دیدن بر وقایع لب چون وچرا نگشودن و با مردم معارضہ نکردن و از زلات۔۔۔ صبر و قناعت و توکل و رضا و تسلیم و افتقار و انکساری و تواضع طریقہ دوستان خدا است۔"(۴۸)

(دین و دنیا کے امور اور ظاہر و باطن پیران کبار کے وسیلہ سے جناب الٰہی کے سپرد کرنا، حالات کے جاری ہونے کے مقام کو (اللہ) کریم اور کارساز کی تقدیر سے سمجھنا، واقعات پر چوں وچرا نہ کرنا، لوگوں سے جھگڑا نہ کرنا، غلطیوں پر در گزر کرنا، کسی کی برائی کے بدلے میں برائی نہ کرنا، جو کچھ میسر آئے فقراء کو دینا، عیال کا حصہ فقیروں کی روزی کے برابر رکھنا، خود سے ، خلقت سے اور ماسویٰ (اللہ) سے ناامید رہنا، اللہ تعالیٰ کے سچوں کے وعدہ پر دل مضبوط رکھنا ،وسوسوں سے متزلزل نہ ہونا، صبر و قناعت، توکل ورضا، تسلیم و مفلسی، انکسار و عاجزی اور تواضع اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا طریقہ ہے۔)۔(۴۹)

شاہ صاحبؒ اس مکتوب میں یہ تلقین فرمارہے ہیں بندا مومن کو ہر حال میں رضا الٰہی میں راضی رہنا چاہیے، حالات وواقعات جیسے بھی ان سے غم زدہ اور پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ حق تعالیٰ کی مدد سے ان کا مقابلہ کرنا چاہیے اور ثابت قدم رہنا چاہیے۔اخلاق حسنہ کو اپنانا اور سوائے اللہ کے سب سے بے نیاز ہونا چاہیے صبر و قناعت اور توکل علی اللہ کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

حضرت ابو سعید کو ذکر اور توجہ الی اللہ کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے اسی مکتوب میں مزید تحریر فرماتے ہیں :

"بتوسل پیران کبار ما رضی اللہ عنہم دوام ذکر و دوام توجہ الی اللہ بانکسار تمام از اسباب قبول بجناب الٰہی است درین تغافل نزود۔"(۵۰)

(پیران کبار کے وسیلہ سے ذکر کا دوم اور توجہ الی اللہ کا دوام کامل عاجزی سے (نصیب ہو جانا) جناب الٰہی میں قبول ہونے کے اسباب میں سے ہیں اس میں جان بوجھ کر غافل نہیں ہونا چاہیے)۔(۵۱)

یعنی ذکر میں اور اللہ کی طرف توجہ میں ہمیشگی عاجزی سے ملتی ہے اور یہ بڑے نصیب کی بات ہے اس لیے اس میں غفلت نہیں برتنی چاہیے اور تہہ دل سے اس پر گامزن رہیں۔

مکتوب 58 میں آپؒ شاہ پیر محمدؒ کو تلقین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"در راہ خدا کمر جان و ہمت محکم بستہ او قات بیاد حق واتباع حبیب خدا ﷺ مستحکم دارند و بحال مستفیدان تاجہات بلیغہ بکنند اللہ تعالیٰ شما را بواسطہ پیران کبار سبب افادہ نسبت ہای این خاندان شریفہ بفرماید صبر و توکل و قناعت و رضا و تسلیم و دوام التجا بجناب کبریا و یاس از خود و ما سوا طریقہ دوستان خدا است"۔(۵۲)

(اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان و ہمت کی کمر مضبوط باندھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد اور حبیب خدا ﷺ کی اتباع میں لگے رہیں اور استفادہ کرنے والوں کے حال پر بلند توجہات ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پیران کبار کے وسیلہ سے اس خاندان شریفہ کی نسبتوں کے افادہ کا ذریعہ بنائے۔ صبر و توکل و قناعت اور تسلیم و رضا، جناب کبریا میں ہمیشہ التجا کرنا، خود اور ماسویٰ اللہ کے ناامید رہنا اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا طریقہ ہے)۔(۵۳)

مطلب کہ ثابت قدمی سے صراط مستقیم پر ڈٹے رہیں۔ یاد خدا اور اتباع رسول ﷺ کو اپنا نصب العین بنالیں اور دوسروں کو بھی اس کا درس دیں۔ صبر توکل، تسلیم و رضا اور اللہ کے سوا کسی سے امید نہ رکھنا، جیسی اعلیٰ صفات سے خود کو آراستہ رکھنا چاہیے۔

مکتوب 94 میں آپؒ فرماتے ہیں:

"معرفت و افعال و صفات و ذات را از حضرت حق سبحانہ دانستہ چون و چرا را راہ ندہد و بغیر او تعالیٰ نپردازد و محبت و معرفت بدون اتباع حبیب خدا ﷺ ---- در طریقہ شریفہ مقامات و اصطلاحات مقرر کردہ اند و در ہر جا انوار و اسرار و علوم و کیفیات اگر فضل الٰہی شامل شود دست میدہد بر ما و شما دوام ذکر و مراقبہ و اتباع سنن و آداب مصطفیٰ ﷺ فرض طریقہ محبت است۔"(۵۴)

(معرفت و افعال اور صفات و ذات کو حضرت حق سے سمجھتے ہوئے چوں و چرا کو موقع نہ دیا جائے اور اللہ کے بغیر کسی سے مصروف نہ ہو۔ محبت و معرفت حبیب خدا ﷺ کی اتباع کے بغیر اور کثیر ذکر، دوام توجہ اور ہر کام میں جناب الٰہی کے حضور التجا کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ پس ہم تمام اوقات، بلکہ تمام لحات ذکر و توجہ سے معمور رکھیں۔ اور حق سبحانہ کی یاد سے غافل نہ رہیں جو اعمال حدیث شریف سے ثابت ہیں، تلاوت، استغفار، تسبیح و تحمید اور تقدیس، وہ ورد بنائیں اور صبر و قناعت، تحمل و توکل اور تسلیم رضا جو اولیاء کے پسندیدہ اخلاق سے ہیں، کو دائمی عادت بنائیں، تاکہ اللہ کے دوستوں سے نسبت پیدا ہو جائے۔ جاننا چاہیے کہ طریقہ شریفہ میں مقامات و اصطلاحات مقرر کی گئی ہیں۔ اگر فضل

الٰہی شامل حال ہو جائے تو ہر جگہ انوار واسرار اور علوم کیفیات ہاتھ لگتے ہیں۔ ہم پر اور آپ پر دوام ذکر، مراقبہ اور رسول ﷺ کی سنتیں اور آداب کی اتباع طریقہ محبت میں فرض ہے۔)[۵۵]

مرضی معبود پر سر تسلیم خم کرنا۔ اللہ کے سوا کسی سے امید نہ لگانا۔ تلاوت، استغفار، صبر و تحمل کو اپنا شعار بنانا ہی اولیاء اللہ کی نشانی۔ اس لیے اگر محبت الٰہی مقصود ہو تو اتباع رسولؐ اور کثرت اذکار کو اپنا معمول بنانا ہو گا۔ اس طرح اللہ کے پیاروں کی نسبت بھی مضبوط ہو گی۔ اور باطن میں نور پیدا ہو گا۔ ہر لمحہ یادِ خدا میں گزرے یہی بندگی کی اعلیٰ ترین صورت ہے۔ شاہ صاحب اس میں مزید تلقین فرماتے ہیں کہ ان سب اعلیٰ اخلاقیات کو اپنانے سے اگر فضل خدا شامل حال ہو تو سالک کو پورے جہان میں ہر سو انوار واسرار اور علوم کیفیات عطا ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہم سب پر کثرت ذکر و مراقبہ اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

حاصل کلام:

شاہ غلام علیؒ کے مکتوبات میں سے دعوتی و تبلیغی موضوعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ آپؒ اپنے مکتوبات میں ارکان اسلام (نماز، روزہ)، اذکار (ذکر اسم ذات اور نفی واثبات)، تلاوت قرآن پاک، استغفار اور نصیحت و تلقین کا درس دیتے ہیں۔ نماز کی صحیح ادائیگی اور فقہی مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے، باجماعت نماز کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ طریقہ اذکار، ذکر سے قرب الٰہی کا حصول، ذکر کی شرائط ذکر کیا گیا ہے۔ تصوف کے تمام سلاسل میں ذکر کی شرائط اور طریقوں کا ذکر موجود ہے. سلسلہ نقشبندیہ کے یہاں ذکر کے تین طریقے موجود ہیں اول ذکر دوسرا مراقبہ اور تیسرا مشائخ سے رابطہ۔ دعوت و تبلیغ انبیاء کرام علیہم اور اولیاء اللہ کا مخصوص کام رہا ہے، لوگوں کو راہ راست پر لانا ان کے لئے اہم فریضہ ہے۔ صوفیا اکرام نے اس کام کو بطریق احسن انجام دیا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے ہندوستان میں........ بندگان خدا کو بذریعہ تبلیغ مشرف بہ اسلام کیا۔ اسی طرح لعل شہباز قلندر، پیر نظام الدین اولیاء، شاہ شمس تبریز وغیرہ ایسے بہت سے نام ہیں۔ شاہ غلام علی دہلوی نے بھی اس فرائض کو انجام دیا اور سالکان کو حق سچ کی دعوت دی۔

اور نصیحت فرمائی کہ مرضی معبود پر سر تسلیم خم کیا جائے۔ اور سوائے خدا کے کسی سے امید نہ لگائی جائے۔ تلاوت، استغفار، صبر و تحمل کو اپنا شعار بنایا جائے۔ محبت الٰہی کے حصول کے لئے اتباع رسولؐ اور کثرت اذکار کو اپنا معمول بنانا ہو گا۔ اس طرح اللہ کے پیاروں کی نسبت بھی مضبوط ہو گی۔ اتا کہ ظاہر و باطن میں نور پیدا ہو۔ ہر لمحہ یادِ خدا میں گزرے یہی بندگی کی اعلیٰ ترین صورت ہے۔ شاہ صاحب اس میں مزید تلقین فرماتے ہیں کہ ان سب اعلیٰ اخلاقیات کو اپنانے سے اگر فضل خدا شامل حال ہو تو سالک کو پورے جہان میں ہر سو انوار واسرار اور علوم کیفیات عطا ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہم سب پر کثرت ذکر و مراقبہ اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

References

۱۔ ابن منظور، لسان العرب، 41:257۔

Ibn e Manzoor, Lisan Al Arab, 41:257

۲۔ اصفہانی، راغب، امام، مفردات القرآن، ص:119۔

Asphahani, Raghib, Imam, Mufradat Al Quran, p 119

۳۔ المائدہ5:67۔

Al Maida, 5:67

۴۔ آل عمران3 :104۔

Aal e Imran , 3 : 104

۵۔ النساء4:165

Al- nissa, 4:165

۶۔ سورہ النحل16:125۔

Un Nahal ,16 :125

۷۔ الحج22:67۔68

Ul Hajj ,22 :68.67

۸۔ التوبہ9:71۔

Ut Tauba ,9:71

۹۔ آل عمران3:110۔

Aal e Imran , 3:110

۱۰۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتبہ الحقیقتہ بشارع دار الشفقتہ بفاتح58 استنبول، ترکی، 1431ھ، مکتوب:13، ص:28۔

Dahlwi , Ghulam ali , shah, makateeb e shareefa, maktba alhqiqat beshary dar ul shafaq befatah 58 Istanbul, turki ,1431 hj, maktoob:13, 28p.

۱۱۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: محمد نذیر رانجھا، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں، میانوالی، 2018ء ،مکتوب:13، ص:176۔

Dahlwi , Ghulam ali , shah, makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , khankah sirajia naqshbndia mujaddia kundian , mianwali , 2018 ,maktoob :13 ,176:p

۱۲۔ ایضاً،ص:29

Ibid, p29

۱۳۔ ایضاً،ص:178

Ibid, p 178

۱۴۔ دہلوی،غلام علی،شاہ،مکاتیب شریفہ،مکتوب:47،ص:59۔

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa, makttob, 47, p 59

۱۵۔ دہلوی،غلام علی،شاہ،مکاتیب شریفہ،مترجم: محمد نذیر رانجھا،مکتوب:47،ص:215۔

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob 47, p215

۱۶۔ دہلوی،غلام علی،شاہ،مکاتیب شریفہ،مکتوب:66،ص:82

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa, makttob, 66, p 82

۱۷۔ دہلوی،غلام،علی،شاہ،مکاتیب شریفہ،مترجم: محمد نذیر رانجھا،مکتوب:66،ص:231

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob 66, p231

۱۸۔ صحیح بخاری،1:162،مشکوۃ:683

Sahi bukhari ,1:162, mishqat , 683

۱۹۔ دہلوی،غلام علی،شاہ،مکاتیب شریفہ،مکتوب۸۵،ص:۱۰۹

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob, 85 , p 109

۲۰۔ البقرۃ 2 :۱۴۳

Al Baqarah ,2:143

۲۱۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۸۵، ص: ۲۸۶

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 85, p286

۲۲۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۸۸، ص: ۱۲۹

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob, 88 , p 129

۲۳۔ دہلوی، غلام علی، شاہ مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۸۸، ص: ۳۱۳

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 88, p313

۲۴۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۹۹، ص: ۴۰۷

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob , 99 , p407

۲۵۔ ایضاً، مکتوب ۸۵، ص: ۳۸۰

Ibid, makttob , 85, p380

۲۶۔ دہلوی، غلام علی، شاہ مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۸۵، ص: ۲۸۷

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 85, p287

۲۷۔ ایضاً، مکتوب ۹۹، ص: ۴۱۰

Ibid, makttob , 99, p410

۲۸۔ ایضاً، ص: ۴۰۷

Ibid, p407

۲۹۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۲، ص: ۱۴

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob , 2 , p 14

۳۰۔ دہلوی، غلام علی، شاہ مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۲، ص: ۱۵۹

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 2 , p159

۳۱۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۸، ص: ۲۲

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob 8 , p22

۳۲۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۸، ص: ۱۷۰

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 8 , p170

۳۳۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۱۳، ص: ۲۸

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob 13 , p28

۳۴۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۱۳، ص: ۱۷۶

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 13, p176

۳۵۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۴۴، ص: ۵۷

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob , 44, p57

۳۶۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۴۴، ص: ۲۱۲

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 44, p212

۳۷۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۶۶، ص: ۷۳

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob , 66, p 73

۳۸۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۶۶، ص: ۲۳۱

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 66 , p231

۳۹۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۹۰، ص: ۱۶۱

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob , 90 , p 161

۴۰۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۹۰، ص: ۳۲۳

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 90, p323

۴۱۔ طاہر بخشی، محمد، خواجہ، جلوہ گاہِ دوست، ادارۃ المعرفۃ، سندھ، ۲۰۰۷، ص: ۶۶-۶۸

Tahir bakhshi , Muhammad , Khawaja , jalwa ghah e dost, adara tul muarifa , Sindh ,2007, p 66-68

۴۲۔ سورۃ المزمل 8:73

Surat ul Muzammil , 73:8

۴۳۔ پانی پتی، ثناء اللہ، قاضی، تفسیر مظہری، مترجم تفسیر: مولانا سید عبد الدائم جلالی، ج: ۱۰

Pani patti , snaallah , qazi , tafseer e mazhari , mutrajam tafseer: maulana syad abadaldaim jalali ,v10

۴۴۔ سعید احمد، ہمدانی، سید، سی فی ابیات سلطان باہو، العارفین پبلی کیشنز، خوشات، ۲۰۰۱ء، ص: ۲۱

Saeed ahmad , Hamdani ,syad , see fee abiat sultan bahu , al areefeen publications , khushaat , 2001 , p21

۴۵۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۹۰، ص: ۱۶۰

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob , 90, p160

۴۶۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۹۰، ص: ۳۲۶

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 90 , p326

۴۷۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۹۵، ص: ۱۷۵

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob , 95 , p 175

۴۸۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۹۵، ص: ۳۸۲

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 95, p 382

۴۹۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۱۱، ص: ۲۶

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob , 11 , p26

۵۰۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۱۱، ص: ۱۷۳

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 11, p173

۵۱۔ ایضاً

Ibid

۵۲۔ ایضاء

Ibid

۵۳۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۵۸، ص: ۶۵

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob , 58 , p65

۵۴۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۵۸، ص: ۲۲۲

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 58, p222

۵۵۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مکتوب ۹۴، ص: ۱۷۰

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , makttob , 94 , p170

۵۶۔ دہلوی، غلام علی، شاہ، مکاتیب شریفہ، مترجم: نذیر رانجھا، مکتوب ۹۴، ص: ۳۷۶

Dehlavi, Ghulam Ali, Shah, Makateeb e shareefa , mutrajam: Muhammad Nazeer Ranjha , makttob, 94, p376